حیات النبی

(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سراپا اقدس کے حالات وکمالات وخصائص ومعجزات کے پڑھنے سے پہلے یہ جان لیجئے کہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص ہمارے نبی کریم، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حقیقی وجسمانی حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں اور افعال مبارکہ بجا لاتے ہیں، جیسا کہ آئندہ سطور میں بفضلہٖ تعالیٰ بیان ہورہا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (الانبیاء)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (اے حبیب!) مگر رحمت واسطے تمام جہانوں کے۔

حضرت علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیہ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں:

وَكَوْنُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحْمَةً لِّلْجَمِيْعِ بِاِعْتِبَارِ اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَاسِطَةُ الْفَيْضِ الْاِلٰهِيِّ عَلَى الْمُمْكِنَاتِ عَلٰى حَسَبِ الْقَوَابِلِ وَلِذَا كَانَ نُوْرُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلَ الْمَخْلُوْقَاتِ فَفِي الْخَبَرِ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى نُوْرَ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ وَجَآءَ فِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى اَللّٰهُ الْمُعْطِيْ وَاَنَا الْقَاسِمُ (روح المعانی، پ ۱۷، ص ۹۷)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تمام عالموں کے لیے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام ممکنات پر ان کی قابلیتوں کے مطابق فیض الٰہی کا واسطہ ہیں اور اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور اول المخلوقات ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے ''اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا ہے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ معطی (عطا کرنے والا) ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

یہی صاحب روح المعانی آگے چل کر فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْ اَخْتَارُهٗ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا بُعِثَ رَحْمَةً لِّكُلِّ فَرْدٍ مِّنَ

اور میرے نزدیک مسلک مختار یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عالمین کے ہر ہر فرد کے

الْعٰلَمِیْنَ مَلٰٓئِکَتِهِمْ وَاِنْسِهِمْ وَجِنِّهِمْ وَلَا فَرْقَ بَیْنَ الْمُؤْمِنِ وَالْکَافِرِ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ فِیْ ذٰلِکَ وَالرَّحْمَةُ مُتَفَاوِتَةٌ (روح المعانی، پ ۱۷، ص ۹۷)

لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ فرشتوں، انسانوں اور جنات سب کے لیے رحمت ہیں اور اس امر میں جن وانس کے مومن و کافر کے مابین کوئی فرق نہیں اور رحمت ہر ایک کے حق میں الگ الگ اور متفاوت نوعیت رکھتی ہے۔

مخالفین کے سردار محمد قاسم صاحب نانوتوی لکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محققین کے نزدیک وسیلۂ تمام فیوض اور واسطہ فی العروض تمام عالم کے لیے ہیں (آب حیات، ص ۱۷۶) آیت وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور اس کی تفسیری عبارات سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالمین کے ہر ہر فرد کے لیے رحمت اور تمام عالم ممکنات کے لیے ہر قسم کے فیوض و برکات کا ذریعہ و وسیلہ ہیں یعنی جس طرح جڑ پورے درخت کی تمام شاخوں کی تازگی و شگفتگی کا باعث ہوتی ہے اسی طرح آپ تمام عالمین کے لیے ہر قسم کے فیوض کا باعث ہیں۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ جڑ سوکھ جائے مردہ ہو جائے اور شاخیں زندہ اور سرسبز و شاداب رہیں؟ جب یہ نہیں ہوسکتا تو یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ جن کی ذات مقدسہ تمام جہان کے لیے رحمت اور اصل الاصول ہو وہ مردہ ہو جائیں اور جہان زندہ رہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) زندہ ہیں اور تمام جہان کی زندگی کا واسطہ و وسیلہ ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہوں
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

جو اللہ کی راہ میں شہید ہو جاتے ہیں ان کو

اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ (البقرہ)

مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں۔

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

(آلِ عمران)

اور جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں ان کے متعلق ہرگز یہ گمان بھی نہ کرو کہ وہ مردے ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں شاد ہوتے ہیں اس پر جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے اور خوش ہو رہے ہے بسبب ان لوگوں کے جو ابھی تک ان سے نہیں آ ملے ان کے پیچھے رہ جانے والوں سے کہ نہیں ہے ان پر کوئی خوف اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ان دونوں آیتوں سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ شہدا زندہ ہیں نہ ان کو زبان سے مردہ کہنا چاہیے اور نہ دل میں ان کو مردہ گمان کرنا چاہیے۔ ان کی زندگی کی کیفیت و حقیقت ہم اپنے حواس و عقل سے نہیں سمجھ سکتے۔ لہٰذا ہمیں کلامِ الٰہی پر ایمان و یقین رکھتے ہوئے یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ وہ زندہ ہیں کھاتے پیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام پر خوشیاں مناتے ہیں۔ اگر ہم ان کی حیات کا انکار کریں یا تاویلیں کریں گے تو یہ ہماری جہالت و حماقت اور کلامِ الٰہی پر ایمان و یقین نہ ہونے کی کھلی دلیل ہوگی کیونکہ حیات کا صحیح اور حقیقی مفہوم وہ نہیں ہوگا جو ہماری ناقص عقل اور محدود شعور نے سمجھا ہے۔ بلکہ وہ ہوگا جو خالقِ حیات نے اپنے صاف و صریح اعلان کے ذریعہ قرار دیا ہے۔ جب شہداء کی زندگی قرآن پاک کی نص سے ثابت ہے تو انبیاءِ کرام اور صدیقین امت کی زندگی میں کیونکر شبہ کیا جا سکتا ہے جو بالاتفاق درجہ و مرتبہ میں شہداء سے اعلیٰ اور برتر ہیں۔ چنانچہ

ان آیات کے تحت غزالیِ دوراں، علامۃ العصر، حضرت مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

''بظاہر یہ آیات کریمہ شہداء (غیر انبیاء) کی حیات پر دلالت کرتی ہیں لیکن در حقیقت انبیاء علیہم السلام بالخصوص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں شامل ہیں اس لیے کہ دلائل و واقعات کی روشنی میں یہ حقیقت نا قابل انکار ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام شہید ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا میں شہادت کا درجہ پایا اور مَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ کے عموم میں بلاشبہ آپ داخل ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ''یُّقۡتَلُ''، قتل سے ماخوذ ہے اور قتل کے معنی ہیں ''اماتت'' یعنی مار ڈالنا۔ قتل اور اماتت کے معنیٰ میں ایک باریک فرق ہے جسے ملحوظ رکھنا ضروری ہے، امام راغب اصفہانی قتل کے معنی بیان کرتے ہوئے فرق کو ظاہر فرماتے ہیں۔ مفردات راغب میں ہے (قتل) اَصۡلُ الۡقَتۡلِ اِزَالَۃُ الرُّوۡحِ عَنِ الۡجَسَدِ کَالۡمَوۡتِ لٰکِنۡ اِذَا اعۡتُبِرَ بِفِعۡلِ الۡمُتَوَلِّیۡ لِذٰلِکَ یُقَالُ قَتۡلٌ وَّ اِذَا اعۡتُبِرَ بِفَوۡتِ الۡحَیَاتِ یُقَالُ مَوۡتٌ۔ (ج ۱، ص ۶۵۵)

ترجمہ: (قتل) قتل کے اصلی معنیٰ جسم سے روح کو زائل کرنے کے ہیں جیسے موت۔ لیکن جب متولی اور متصرف ازالہ کے فعل کا اعتبار کیا جائے تو قتل کہا جائے گا اور جب فوت حیات کا اعتبار کیا جائے تو موت کہا جائے گا۔

قتل میں چونکہ فاعل کا فعل معتبر ہوتا ہے اور فعل کا اختیار عبد کے لیے بھی حاصل ہے اس لیے قتل کی اسناد عبد کی طرف صحیح ہے اور عبد کو قاتل کہا جا سکتا ہے۔ بخلاف اماتت کے کہ اس میں فعل مذکور معتبر نہیں بلکہ فوت حیات کا اعتبار ہے اور عبد کا اختیار فعل سے متجاوز ہو کر فوت حیات تک نہیں پہنچتا۔ بندہ صرف اتنا کر سکتا ہے کہ اپنی طرف سے کوئی فعل واقع کر دے۔ مثلاً کسی کو تلوار مار دے یا زہر کھلا دے یا کسی کے بدن کے ٹکڑے کر دے مگر اس کے بدن سے حیات کو زائل کرنا بندے کے اختیار میں نہیں، یہ صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت سے منسلک ہے۔ اس لیے بندہَ قاتل ہو سکتا ہے ممیت نہیں ہو سکتا۔ حیات کا فوت ہونا قدرت خداوندی سے ہی

متعلق ہے۔اس لیے اماتت کی اسناد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہوسکتی ہے۔ازالہ حیات صرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور ممیت اس کے سوا کوئی نہیں‘‘۔

ہمارے اس بیان سے ناظرین کے ذہن میں ایک اشکال پیدا ہو گیا ہو گا اور وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مَنْ یُّقْتَلُ کے عموم میں داخل ہونا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کے منافی ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ ان کی جان پاک کو لوگوں سے بچانے کا وعدہ فرما چکا تو اب انہیں کس طرح قتل کیا جا سکتا ہے اور بغیر قتل ہوئے مَنْ یُّقْتَلُ میں آپ کا شامل ہونا ممکن نہیں۔

اس کے حل کی طرف ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں کہ قتل میں فعل فاعل کا اعتبار ہوتا ہے اور اماتت میں فوت حیات کا۔اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ وعدۂ الٰہیہ کے الفاظ ہیں وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اس میں نہ قتل کا لفظ ہے نہ موت کا۔اس وعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگوں کے مارڈالنے سے اللہ تعالیٰ آپ کو بچائے گا۔یعنی آپ کی ذات پاک کے لیے کوئی ایسا فعل نہ کر سکے گا جس سے عادۃً علی الفور آپ کی موت واقع ہو جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا اور کسی شخص نے آپ کو مارڈالنے کی قدرت نہ پائی۔

رہا یہ امر کہ مَنْ یُّقْتَلُ کے عموم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیسے داخل ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ قتل سے مراد وہ فعل ہے جو فوت حیات کا موجب ہو جائے۔فعل قتل کا فوت حیات کے لیے موجب ہونا دو طریقے سے ہوتا ہے۔ایک عادۃً دوسرے خارقاً للعادۃ، عادۃً فعل قتل سے علی الفور ازالہ حیات ہو جاتا ہے اور خارق عادت کے طور پر علی الفور ازالہ حیات نہیں ہوتا بلکہ ایک مدت طویلہ کے بعد ہی اس کا سبب موت ہونا ظاہر ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہلی قسم کے قتل سے بچا کر اپنے وعدہ کو پورا فرما دیا اور دوسری قسم کا فعل قتل آپ کے لیے بربناء حکمت متحقق کر دیا۔تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کے عموم میں داخل ہو کر شہادت کا مرتبہ پائیں اور کسی بے دین کے لیے آپ کو مردہ کہہ کر حیات نبوت کے انکار کی مجال باقی نہ رہے۔ہمارے اس دعویٰ کی دلیل امام بخاری اور امام بیہقی کی وہ حدیث ہے جو امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی

مشہور کتاب ''انباء الاذکیا بحیاۃ الانبیاء'' میں نقل فرمائی ہے۔

وَاَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ لَمْ اَزَلْ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِیْ اَکَلْتُ بِخَیْبَرَ فَهٰذَا اَوَانٌ اِنْقَطَعَ اَبْهَرِیْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِّ

(انباء الاذکیا، ص۱۴۹، بخاری: ۴۴۲۸)

امام بخاری اور امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مرض وفات میں فرماتے تھے کہ میں نے خیبر میں جو زہر آلود لقمہ کھایا تھا میں اس کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا ہوں۔ پس اب وہ وقت آ پہنچا کہ اسی زہر کے اثر سے میری رگِ جاں منقطع ہوگئی۔

نیز امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ شَهِیْدًا لِاَکْلِهٖ یَوْمَ خَیْبَرَ مِنْ شَاةٍ مَّسْمُوْمَةٍ سَمًّا قَاتِلًا مِنْ سَاعَةٍ حَتّٰی مَاتَ مِنْهُ بِشْرٌ بِکَسْرِ الْمُوَحَّدَةِ وَ سُکُوْنِ الْمُعْجَمَةِ ابْنُ الْبَرَآءِ بْنِ مَعْرُوْرٍ وَ صَارَ بَقَاؤُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُعْجِزَةً فَکَانَ بِهٖ اَلَمُ السَّمِّ یَتَعَاهَدُهٗ اَحْیَانًا اِلٰی اَنْ مَاتَ بِهٖ

(زرقانی، ج۸، ص۳۱۳)

اور بے شک یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادت کی وفات پائی اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن ایسی زہر ملائی ہوئی بکری کے گوشت کا ایک لقمہ تناول فرمایا جس کا زہر ایسا قاتل تھا کہ اس کے کھانے سے اس وقت علی الفور موت واقع ہو جائے یہاں تک کہ اس زہر کے اثر سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی بشر بن براء بن معرور اسی وقت فوت ہوگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باقی رہنا معجزہ ہوگیا اور وہ زہر آپ کو اکثر تکلیف دیتا رہتا تھا یہاں تک کہ اسی کے اثر سے آپ کی موت واقع ہوئی۔

بخاری، بیہقی، سیوطی اور زرقانی کی ان پیش کردہ روایات سے ہمارا دعویٰ بخوبی ثابت ہو گیا اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کے لیے زہر دیا گیا اور اسی زہر سے آپ کی موت واقع ہوئی۔ اگرچہ زہر دینے اور موت واقع ہونے میں تین سال کا وقفہ تھا لیکن وفات شریف اسی زہر دینے کے فعل سے واقع ہوئی اور تین سال تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باقی رہنا زہر دینے اور اس فعل قتل کی کمزوری کی بنا پر نہ تھا، بلکہ خرق عادت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزے کے طور پر تھا جیسا کہ ہم عبارات منقولہ سے ثابت کر چکے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''انباء الاذکیاء فی حیات الانبیاء'' میں فرماتے ہیں:

وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ وَ اَبُوْیَعْلٰی وَالطَّبْرَانِیُّ وَالْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَآئِلِ النُّبُوَّةِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَاَنْ اَحْلِفَ تِسْعًا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُتِلَ قَتْلًا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَحْلِفَ وَاحِدَةً اَنَّهٗ لَمْ یُقْتَلْ وَذٰلِكَ اَنَّ اللهَ تَعَالٰی اتَّخَذَهٗ نَبِیًّا وَّ اتَّخَذَهٗ شَهِیْدًا

''احمد (۳۶۱۷)، ابو یعلیٰ (۵۱۸۵)، طبرانی (۱۰۱۱۹) اور مستدرک (۴۳۹۴) میں حاکم نے اور دلائل النبوۃ میں بیہقی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر میں نو مرتبہ قسم کھا کر یہ کہہ دوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل کیے گئے ہیں یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں ایک مرتبہ قسم کھا کر یہ کہوں کہ آپ قتل نہیں کیے گئے اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بھی بنایا اور شہید بھی''۔ (انباء الاذکیا، ص ۱۴۸)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ کے عموم میں داخل ہیں۔ اس بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زندہ ہونا نص قطعی سے ثابت ہے۔

علاوہ ازیں یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مُنعم عَلَیْهِمْ کے چار گروہ قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں۔ نبیین، صدیقین، شہداء، صالحین اور ہر نعمت کی اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ

ہے جیسا کہ سابقہ تفصیل سے معلوم ہو چکا۔ نبوت، صدیقیت اور صالحیت کے اوصاف کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ میں پایا جانا تو سب کے نزدیک قطعی طور پر ثابت ہے اب اگر وصف شہادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے (ہمارے بیان کردہ دلائل کی روشنی میں) تسلیم نہ کیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ کمال شہادت سے محروم رہے گی۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے اور تمام کمالات و انعامات الٰہیہ کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصل ہونے کے منافی اور معارض ہے جو باطل محض اور دلائل کی روشنی میں مردود ہے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ نبوت وصدیقیت اور صالحیت کی طرح وصف شہادت بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ میں بلاشبہ پایا جاتا ہے۔ وَھُوَ الْمُرَاد۔ (السعید، حیات النبی نمبر، ص ۱۲)

علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بَلْ حَيَاةُ الْاَنْبِيَآءِ اَقْوٰى مِنْهُمْ وَاَشَدُّ ظُهُوْرًا اٰثَارُهَا فِي الْخَارِجِ حَتّٰى لَا يَجُوْزُ النِّكَاحُ بِاَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهٖ بِخِلَافِ الشُّهَدَآءِ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ اَيْضًا اَعْلٰى دَرَجَةً مِّنَ الشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحُوْنَ يَعْنِي الْاَوْلِيَآءَ مُلْحَقُوْنَ بِهِمْ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ التَّرْتِيْبُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ

(تفسیر مظہری، ج ا، ص ۱۵۲)

بلکہ حیات انبیاء حیات شہداء سے بہت زیادہ قوی اور ظہور میں بہت زیادہ بڑھ کر ہے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات سے آپ کی وفات کے بعد نکاح جائز نہیں۔ بخلاف شہداء کے کہ ان کی ازواج سے نکاح جائز ہے اور ویسے ہی صدیقین بھی حیات میں شہداء سے اعلیٰ درجہ میں ہیں اور صالحین یعنی اولیاء کرام شہداء سے کم ہیں لیکن ان کے ساتھ ملحق ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی ترتیب اس پر دلالت کرتی ہے کہ فرمایا: مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَالْاَنْبِيَآءُ اَوْلٰى بِذٰلِكَ فَهُمْ اَجَلُّ وَاَعْظَمُ وَمَا نَبِيٌّ اِلَّا وَقَدْ جَمَعَ مَعَ النُّبُوَّةِ وَصْفَ الشَّهَادَةِ فَيَدْخُلُوْنَ فِيْ عُمُوْمِ لَفْظِ الْاٰيَةِ

(الحاوی للفتاوی، ج ۲، ص ۳۳۰)

اور انبیائے کرام حیات میں شہداء سے اولیٰ اجل اور اعظم ہیں اور بلا شک وشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی میں نبوت وشہادت دونوں وصفوں کو جمع فرمایا تو انبیاء کرام بھی آیت کے عموم میں داخل ہیں۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ تذکرہ میں حدیث صعقہ کے بیان میں اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں:

اَلْمَوْتُ لَيْسَ بِعَدَمٍ مَحْضٍ وَاِنَّمَا هُوَ اِنْتِقَالٌ مِّنْ حَالٍ اِلٰى حَالٍ وَّ يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ اَنَّ الشُّهَدَآءَ بَعْدَ قَتْلِهِمْ وَ مَوْتِهِمْ اَحْيَآءٌ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ مُسْتَبْشِرِيْنَ وَ هٰذَا صِفَةُ الْاَحْيَآءِ فِي الدُّنْيَا وَاِذَا كَانَ هٰذَا فِي الشُّهَدَآءِ فَالْاَنْبِيَآءُ اَحَقُّ بِذٰلِكَ وَ اَوْلٰى وَ قَدْ صَحَّ اَنَّ الْاَرْضَ لَا تَاْكُلُ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ وَاَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَمَعَ بِالْاَنْبِيَآءِ لَيْلَةَ الْاِسْرَاءِ فِيْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَفِي السَّمَآءِ وَرَاٰى مُوْسٰى قَآئِمًا يُّصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ وَاَخْبَرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَنَّهٗ يَرُدُّ السَّلَامَ عَلٰى كُلِّ مَنْ يُّسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا يُحْصَلُ مِنْ جُمْلَةِ الْقَطْعِ بِاَنَّ مَوْتَ الْاَنْبِيَآءِ اِنَّمَا هُوَ رَاجِعٌ اِلٰى اَنْ غُيِّبُوْا عَنَّا بِحَيْثُ لَا نُدْرِكُهُمْ وَاِنْ كَانُوْا مَوْجُوْدِيْنَ

کہ موت محض نابود ہو جانے کا نام نہیں بلکہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف انتقال کا نام ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ بے شک شہداء اپنے قتل ہونے اور اپنی موت کے بعد زندہ ہوتے ہیں، کھاتے پیتے ہیں اور شاد ومسرور ہوتے ہیں اور یہی دنیا میں زندوں کی صفت ہے تو جب شہداء کا یہ حال ہے تو انبیاء کرام زندہ ہونے میں ان سے بہت زیادہ افضل و اولیٰ ہیں اور بے شک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ زمین انبیاء کرام کے اجسام مبارکہ کو نہیں کھاتی اور بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج کی رات بیت المقدس اور آسمانوں میں تمام انبیاء کرام کے ساتھ جمع ہوئے ہیں اور آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا ہے اور

اَحۡیَآءٌ وَ ذٰلِكَ كَالۡحَالِ فِی الۡمَلَآئِكَةِ فَاِنَّهُمۡ مَوۡجُوۡدُوۡنَ اَحۡیَآءٌ وَّلَا یَرَاهُمۡ اَحَدٌ مِّنۡ نَّوۡعِنَا اِلَّا مَنۡ خَصَّهُ اللهُ بِكَرَامَتِهٖ مِنۡ اَوۡلِیَآئِهٖ

(الحاوی للفتاوی، ج ۲، ص ۳۳۰۔ التذکرہ باحوال الموتی وامور الاخرۃ: ج ۱، ص ۴۵۹، سبل الہدی، ج ۱۲، ص ۳۵۵)

آپ نے فرمایا ہے کہ آپ ہر اس شخص کو سلام کا جواب دیتے ہیں جو آپ پر سلام بھیجے اور اسی طرح وہ تمام امور جو موت سے منقطع ہو جاتے ہیں وہ انبیاء کو حاصل ہوتے ہیں کیونکہ ان کی موت سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتی کہ وہ ہم سے پردہ فرما جاتے ہیں اور ہم ان کو نہیں دیکھتے اگرچہ وہ زندہ موجود ہوتے ہیں اور ان کا حال فرشتوں کا سا ہو جاتا ہے کہ فرشتے زندہ موجود ہوتے ہیں مگر ان کو کوئی نہیں دیکھتا سوائے اس کے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے خاص فرمائے اپنے ولیوں میں سے۔

علامہ امام قسطلانی شارح صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَ مِنۡهَا اَنَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ حَیٌّ فِیۡ قَبۡرِهٖ یُصَلِّیۡ فِیۡهِ بِاَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ وَّكَذٰلِكَ الۡاَنۡبِیَآءُ وَلِهٰذَا قِیۡلَ لَاعِدَّةَ عَلٰی اَزۡوَاجِهٖ وَقَدۡ ثَبَتَ اَنَّ الۡاَنۡبِیَآءَ یَحُجُّوۡنَ وَ یُلَبُّوۡنَ فَاِنۡ قُلۡتَ كَیۡفَ یُصَلُّوۡنَ وَ یَحُجُّوۡنَ وَیُلَبُّوۡنَ وَهُمۡ اَمۡوَاتٌ فِی الدَّارِ الۡاٰخِرَةِ وَلَیۡسَتۡ دَارَ عَمَلٍ فَالۡجَوَابُ اَنَّهُمۡ كَالشُّهَدَآءِ بَلۡ اَفۡضَلُ مِنۡهُمۡ وَالشُّهَدَآءُ

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور یہی حال تمام انبیاء کرام کا ہے اسی لیے کہا گیا ہے کہ ان کی ازواج پر عدت نہیں (کیونکہ وہ زندہ ہیں) اور بے شک یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انبیاء کرام حج کرتے اور تلبیہ کہتے ہیں۔

اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَلَا يَبْعُدُ اَنْ يَّحُجُّوْا وَيُصَلُّوْا

(زرقانی علی المواہب، ج ۵،ص ۳۳۲)

پس اگر تو کہے کہ وہ کس طرح نماز پڑھتے، حج کرتے اور تلبیہ کہتے ہیں حالانکہ وہ تو مردے ہیں اور دوسرے گھر میں ہیں اور وہ گھر دار عمل نہیں ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ ان کا حال شہداء کی طرح بلکہ ان سے افضل ہے اور شہداء زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں تو اگر وہ حج کریں اور نماز پڑھیں تو کیا بعید ہے۔

علامہ امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَلَا شَكَّ فِيْ حَيَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهٖ وَكَذَا سَائِرِ الْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ حَيَاةً اَكْمَلِ مِّنْ حَيَاةِ الشُّهَدَآءِ الَّتِيْ اَخْبَرَاللّٰهُ تَعَالٰى بِهَا فِيْ كِتَابِهِ الْعَزِيْزِ وَنَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الشُّهَدَآءِ وَاَعْمَالُ الشُّهَدَآءِ فِيْ مِيْزَانِهٖ وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِلْمِيْ بَعْدَ وَفَاتِيْ كَعِلْمِيْ فِيْ حَيَاتِيْ

(وفاء الوفاء، ج ۲،ص ۱۳۵۲)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی وفات کے بعد بلا شک وشبہ حیات ہیں اور ایسے ہی تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اس حیات کے ساتھ جو شہداء کی حیات سے اکمل ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں دی ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام شہداء کے سردار ہیں اور تمام شہداء کے اعمال آپ کی میزان میں ہیں اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ میرا علم میری وفات کے بعد ایسا ہی ہے جیسا کہ میرا علم میری حیات میں ہے۔

شیخ محقق حضرت علامہ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و حیات انبیاء کامل تر از حیات شهداء است (مدارج النبوت، ج ۲،ص ۴۵۰)

اور حیات انبیائے کرام حیات شہداء سے کامل تر ہے۔

احادیث مبارکہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَآءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ (بزار:۶۳۹۱،سبل الہدی، ج ۱۲،ص ۳۵۷)

کہ انبیاء (علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

امام بیہقی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان کی موافقت کی ہے۔(فتح الباری،ص ۴۸۷،ج ۶)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَّشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلآئِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدٌ لَّنْ یُّصَلِّیَ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلَاتُہٗ حَتّٰی یَفْرَغَ مِنْھَا قَالَ قُلْتُ وَ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ وَ بَعْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ

(ابن ماجہ: ۱۰۸۵، سبل الہدی ج ۱۲، ص ۳۵۷،البدایہ والنہایہ، ج ۵،ص ۲۹۷)

کہ جمعہ کے دن مجھ پر بہت زیادہ درود بھیجا کرو کیونکہ وہ یوم مشہود ہے اس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور کوئی ایسا نہیں جو مجھ پر درود بھیجے مگر اس کا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو۔حضرت ابودرداء فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اور موت کے بعد؟ فرمایا اور موت کے بعد بھی پیش ہوگا کیونکہ اللہ نے زمین پر اجساد انبیاء کا کھانا حرام کر دیا ہے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور رزق بھی دیا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَ مَنْ

جس نے میری قبر کے پاس مجھ پر درود

صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا بُلِغْتُہٗ

(شعب الایمان بیہقی:۱۴۸۱، ترغیب اصبہانی: ۱۶۶۶)

پڑھا میں اسے خود سنتا ہوں اور جس نے دور ہونے کی حالت میں مجھ پر درود پڑھا وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِائَۃً فِی الْجُمُعَۃِ وَلَیْلَۃِ الْجُمُعَۃِ قَضَی اللہُ لَہٗ مِائَۃً حَاجَۃً سَبْعِیْنَ مِنْ حَوَآئِجِ الْاٰخِرَۃِ وَ ثَلَاثِیْنَ مِنْ حَوَآئِجِ الدُّنْیَا ثُمَّ وَکَّلَ اللہُ بِذَالِکَ مَلَکًا یُّدْخِلُہٗ فِیْ قَبْرِیْ کَمَا یُدْخَلُ عَلَیْکُمُ الْھَدَایَا اِنَّ عِلْمِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَعِلْمِیْ فِی الْحَیَاۃِ وَلَفْظُ الْبَیْھَقِیِّ یُخْبِرُنِیْ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ بِاسْمِہٖ وَنَسَبِہٖ فَاُثْبِتُہٗ فِیْ صَحِیْفَۃٍ بَیْضَآءَ

(حیاۃ الانبیاء، بیہقی شعب الایمان: ۲۷۷۳، ترغیب اصبہانی: ۹۵۶)

جس نے جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ستر آخرت کی حاجتوں میں سے اور تیس دنیا کی حاجتوں میں سے۔ پھر اس درود پر اللہ ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے جو اس درود کو میری قبر میں مجھ پر اسی طرح پیش کرتا ہے جس طرح تم پر ہدیے پیش کیے جاتے ہیں بے شک میرا علم میری وفات کے بعد بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ میرا علم میری حیات میں ہے اور بیہقی کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ فرشتہ درود پڑھنے والے کا نام اور اس کا نسب مجھے بتاتا ہے تو میں اسے ایک چمکتے ہوئے صحیفہ میں لکھ لیتا ہوں۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ لَیَالِیَ الْحَرَّۃِ وَمَا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَیْرِیْ وَمَا یَاْتِیْ وَقْتُ الصَّلٰوۃِ اِلَّا وَسَمِعْتُ

البتہ تحقیق جنگ حرہ کے زمانہ میں میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں میرے سوا کوئی نہ تھا۔

الْاَذَانَ مِنَ الْقَبْرِ۔ (دلائل النبوت ابونعیم: ۵۱۰، مدارج النبوت، ج۲ص۴۵۰)

ان ایام میں کسی نماز کا وقت نہ آتا تھا مگر قبر انور سے میں اذان کی آواز سنتا تھا۔

حضرت سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایام حرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد شریف میں نہ اذان ہوتی اور نہ اقامت۔

وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَسْجِدَ وَ كَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوةِ اِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَّسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مشکوٰۃ شریف: ۵۹۵۱، سبل الهدی ج۱۲،ص۳۵۷)

اور سعید بن مسیب (رضی اللہ عنہ) مسجد سے نہ نکلے اور وہ نماز کا وقت نہیں پہچانتے تھے، مگر ایک آواز سے جس کو وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور سے سنتے تھے۔

ابن جوزی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ ایام حرہ میں:

وَلَايَأْتِيْ وَقْتُ صَلٰوةٍ اِلَّا سَمِعْتُ اَذَانًا مِّنَ الْقَبْرِ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَتَقَدَّمْتُ فَصَلَّيْتُ وَمَا فِي الْمَسْجِدِ اَحَدٌ غَيْرِيْ (وفاء الوفاء، ج۱ص۹۴)

کسی نماز کا وقت نہیں آتا تھا مگر میں (حضور کی) قبر انور سے اذان کی آواز سنتا پھر جماعت کھڑی ہو جاتی تو میں آگے بڑھتا (اور اسی نماز کے ساتھ) نماز پڑھتا اور میرے سوا مسجد میں اور کوئی نہیں تھا۔

علامہ امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی المالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَفِي الْفَتَاوٰى الرَّمَلِيَّةِ الْاَنْبِيَآءُ وَ الشُّهَدَآءُ وَالْعُلَمَآءُ لَا يَبْلُوْنَ وَالْاَنْبِيَآءُ وَالشُّهَدَآءُ يَاكُلُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ وَيَشْرَبُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَيَصُوْمُوْنَ وَيَحُجُّوْنَ (زرقانی علی المواهب، ج۵ص۳۳۴)

فتاویٰ رملیہ میں ہے کہ انبیاء اور شہداء اور علماء بوسیدہ نہیں ہوتے اور انبیاء اور شہداء اپنی قبروں میں کھاتے پیتے اور نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے اور حج کرتے ہیں۔

علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ

اَنَّہٗ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ حَیٌّ فِیۡ قَبۡرِہٖ کَسَآئِرِ الۡاَنۡبِیَآءِ فِیۡ قُبُوۡرِھِمۡ وَھُمۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّھِمۡ وَاِنَّ لِاَرۡوَاحِھِمۡ تَعَلُّقًا بِالۡعَالَمِ الۡعُلۡوِیِّ وَالسِّفۡلِیِّ کَمَا کَانُوۡا فِی الۡحَالِ الدُّنۡیُوِیِّ فَھُوَ بِحَسۡبِ الۡقَلۡبِ عَرۡشِیُّوۡنَ وَ بِاعۡتِبَارِ الۡقَالِبِ فَرۡشِیُّوۡنَ وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَ تَعَالٰی اَعۡلَمُ بِاَحۡوَالِ اَرۡبَابِ الۡکَمَالِ

(شرح شفاء شریف، ج ۲، ص ۱۴۲)

بے شک وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسا کہ سارے انبیاء کرام اپنی قبروں میں اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اور بے شک ان کی ارواح کا تعلق عالم علوی اور عالم سفلی سے اسی طرح قائم رہتا ہے جیسا کہ دنیا میں تھا اور وہ اس معاملہ میں قلب کے اعتبار سے عرشی اور قالب کے اعتبار سے فرشی ہوتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ارباب کمال کے احوال کو زیادہ جانتا ہے۔

یہی علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری تصنیف میں فرماتے ہیں

لَا نَقُوۡلُ بِاَنَّ الرَّسُوۡلَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مُضِیۡقٌ عَلَیۡہِ فِیۡ عَالَمِ الۡبَرۡزَخِ بِکَوۡنِہٖ مَحۡصُوۡرًا فِیۡ قَبۡرِہٖ بَلۡ نَقُوۡلُ اَنَّہٗ یَجُوۡلُ فِی الۡعَالَمِ السِّفۡلِیِّ وَالۡعَالَمِ الۡعُلۡوِیِّ فَاِنَّ اَرۡوَاحَ الشُّھَدَآءِ مَعَ اَنَّ مَرۡتَبَتَھُمۡ دُوۡنَ مَرۡتَبَۃِ الۡاَنۡبِیَآءِ اِذَا کَانَتۡ فِیۡ اَجۡوَافِ طَیۡرٍ خُضۡرٍ تَسۡرَحُ فِیۡ رِیَاضِ الۡجَنَّۃِ ثُمَّ تَعُوۡدُ اِلٰی قَنَادِیۡلَ مُّعَلَّقَۃٍ تَحۡتَ الۡعَرۡشِ کَمَا ھُوَ مُقَرَّرٌ وَفِیۡ مَحَلِّہٖ مُحَرَّرٌ مَعَ اَنَّہٗ لَمۡ یَقُلۡ اَحَدٌ اَنَّ قُبُوۡرَھُمۡ خَالِیَۃٌ عَنۡ اَجۡسَادِھِمۡ وَ اَرۡوَاحِھِمۡ غَیۡرُ

ہم یہ نہیں کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم برزخ یعنی اپنی قبر میں مقید و محصور ہیں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ عالم سفلی اور عالم علوی میں سیر فرماتے ہیں کیونکہ شہداء کی ارواح جو مرتبہ میں انبیاء سے کم ہیں جب سبز پرندوں کے قالب میں جنت کے باغوں میں آزادی سے پھرتی ہیں پھر ان قنادیل تک سیر کے لیے جاتی ہیں جو عرش الٰہی کے نیچے لٹکی ہوئی ہیں جیسا کہ یہ اپنے مقام پر ثابت ہو چکا ہے۔ بایں ہمہ کوئی یہ نہیں کہتا کہ ان کی قبریں ان کے اجساد

مُتَعَلِّقَۃٍ بِاَجْسَامِھِمْ لِئَلَّا یَسْمَعُوْا سَلَامَ مَنْ یُّسَلِّمُ عَلَیْھِمْ وَ کَذَا وَرَدَ اَنَّ الْاَنْبِیَآءَ یُلَبُّوْنَ وَ یَحُجُّوْنَ فَنَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْلٰی بِھٰذَا الْکَرَامَاتِ

(جمع الوسائل، ج ۲، ص ۲۳۸)

سے خالی ہیں اور ان کی ارواح کا ان کے اجسام سے تعلق نہیں اور جو سلام انہیں کیا جاتا ہے وہ نہیں سنتے ؟ تو ایسا ہی انبیاء کرام کے بارے میں آیا ہے کہ بے شک انبیاء کرام تلبیہ کہتے ہیں اور حج کرتے ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ان کرامات کے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَنَّ الْاَنْبِیَآءَ لَا یَمُوْتُوْنَ وَاَنَّھُمْ یُصَلُّوْنَ وَ یَحُجُّوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ وَاَنَّھُمْ اَحْیَآءٌ

(فیوض الحرمین، ص ۲۸)

بے شک انبیاء کرام نہیں مرتے اور بے شک وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے اور حج کرتے ہیں۔

علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُعْطِیْ لِاَرْوَاحِھِمْ قُوَّۃَ الْاَجْسَادِ فَیَذْھَبُوْنَ مِنَ الْاَرْضِ وَ السَّمَآءِ وَالْجَنَّۃِ حَیْثُ یَشَآءُوْنَ وَ یَنْصُرُوْنَ اَوْلِیَآءَھُمْ وَ یُدَمِّرُوْنَ اَعْدَآءَھُمْ۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی

(تفسیر مظہری، ج ۱، ص ۱۵۲)

بے شک اللہ تعالیٰ انبیاء، صدیقین، شہداء اور اولیاء کی ارواح کو (درجہ بدرجہ) جسموں کی قوت عطا فرماتا ہے تو وہ زمین آسمان اور جنت میں جہاں بھی چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ

امام قسطلانی اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں۔

وَلَا شَکَّ اَنَّ حَیَاۃَ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ ثَابِتَۃٌ مَّعْلُوْمَۃٌ مُسْتَمِرَّۃٌ ثَابِتَۃٌ

بلا شک و شبہ انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات ثابت شدہ حقیقی و یقینی و دوامی ہے

وَّ نَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُھُمْ بِالنُّصُوْصِ وَالْاِجْمَاعِ (وَاِذَا کَانَ کَذٰلِکَ یَنْبَغِیْ) یَجِبُ اَنْ تَکُوْنَ حَیَاتُہٗ اَکْمَلَ وَاَتَمَّ مِنْ سَآئِرِھِمْ اَیِ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ
(زرقانی علی المواہب، ج۸، ص۳۰۹)

اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان سب سے افضل ہیں نصوص اور اجماع کے ساتھ تو لازم وضروری ہے کہ آپ کی حیات بھی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات سے اکمل واتم ہو۔

استاذ ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر البغدادی الفقیہ الاصولی شیخ الشافعیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قَالَ الْمُتَکَلِّمُوْنَ الْمُحَقِّقُوْنَ مِنْ اَصْحَابِنَا اَنَّ نَّبِیَّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ بَعْدَ وَفَاتِہٖ وَاَنَّہٗ یَسُرُّ بِطَاعَاتِ اُمَّتِہٖ وَیَحْزُنُ بِمَعَاصِی الْعُصَاۃِ مِنْھُمْ وَاَنَّہٗ تَبْلُغُہٗ صَلَاۃُ مَنْ یُّصَلِّیْ عَلَیْہِ مِنْ اُمَّتِہٖ
(الحاوی للفتاوی، ج۲، ص۱۸۴)

ہمارے تمام متکلمین اور محققین علماء شافعیہ کا فرمان ہے کہ بے شک ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور آپ اپنی امت کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور گنہگاروں کے گناہوں سے غمگین ہوتے ہیں اور بے شک آپ کی امت میں سے جو آپ پر درود بھیجے اس کا درود آپ کو پہنچتا ہے۔

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک مدلل اور مبسوط بحث کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فَحَصَلَ مِنْ مَّجْمُوْعِ ھٰذَا النُّقُوْلِ وَالْاَحَادِیْثِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ بِجَسَدِہٖ وَرُوْحِہٖ وَ اَنَّہٗ یَتَصَرَّفُ وَ یَسِیْرُ حَیْثُ شَاءَ فِی الْاَرْضِ وَفِی الْمَلَکُوْتِ وَھُوَ بِھَیْئَتِہِ الَّتِیْ کَانَ عَلَیْھَا قَبْلَ وَفَاتِہٖ لَمْ یَتَبَدَّلْ مِنْہُ شَیْءٌ وَاَنَّہٗ فَغُیِّبَ مِنَ الْاَبْصَارِ کَمَا غُیِّبَتِ

ان تمام نقول اور احادیث کے مجموعہ کا ماحصل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے جسم اور روح مبارک کے ساتھ زندہ ہیں اور بلا شبہ آپ جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ اور زمین اور عالم ملکوت کے ہر گوشے میں تصرف فرماتے ہیں اور آپ بالکل اپنی اسی ہیئت پر ہیں جس پر

اَلْمَلَآئِكَةُ مَعَ كَوْنِهِمْ اَحْيَآءً بِاَجْسَادِهِمْ فَاِذَا اَرَادَ اللهُ رَفْعَ الْحِجَابَ عَمَّنْ اَرَادَ اِكْرَامَهٗ بِرُؤْيَتِهٖ رَاٰهُ عَلٰى هَيْئَتِهِ الَّتِىْ هُوَ عَلَيْهَا لَا مَانِعَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا دَاعِىَ اِلَى التَّخْصِيْصِ بِرُؤْيَةِ الْمِثَالِ

(الحاوی للفتاوی، ج ۲،ص ۴۸۶)

قبل از وفات تھے اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اور بے شک آپ ہماری آنکھوں سے غائب کردیئے گئے ہیں جس طرح فرشتے اپنے اجساد کے ساتھ زندہ ہونے کے باوجود ہماری آنکھوں سے غائب کر دیئے گئے ہیں جب اللہ تعالیٰ آپ کی رویت کے ساتھ کسی کو عزت و اکرام عطا فرمانا چاہتا ہے تو اس سے حجاب کو اٹھا دیتا ہے اور وہ آپ کو اسی ہیئت پر دیکھتا ہے جس پر آپ ہیں اس سے کوئی امر مانع نہیں ہے۔اور رویت مثال کی تخصیص کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

شیخ المحدثین حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وحیات انبیاء کرام متفق علیہ است ہیچ کس را در و خلافے نیست حیات جسمانی و دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی

(مدارج النبوت، ج ۱، ص ۱۳۹، ج ۲، ۷ ۴۴)

اور انبیاء کرام کی حیات پر سب علماء کا اتفاق ہے کسی ایک کو بھی اس میں اختلاف نہیں ہے اور حیات جسمانی، دنیاوی اور حقیقی ہے نہ کہ روحانی اور معنوی۔

یہی شیخ محقق و محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

وباچندیں اختلاف و کثرت مذاہب کہ در علماء امت است یک کس را دریں مسئلہ خلاف نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل

اس اختلاف و کثرت مذاہب کے باوجود جو علماء امت میں ہے اس مسئلہ میں کسی ایک کو بھی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقی زندگی کے ساتھ بے شائبہ

دائم و باقیست و براعمال امت حاضر و ناظر است (مکاتیب شیخ برحاشیہ اخبارالاخیار)

مجاز وتو ہم تاویل زندہ، دائم اور باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر وناظر ہیں۔

سید الطائفہ امام الاولیاء حضرت جنید بغدادی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

مَنْ كَانَتْ حَيَاتُهٗ بِنَفْسِهٖ يَكُوْنُ مَمَاتُهٗ بِذَهَابِ رُوْحِهٖ وَمَنْ كَانَتْ حَيَاتُهٗ بِرَبِّهٖ فَاِنَّهٗ يَنْتَقِلُ مِنْ حَيَاتِ الطَّبْعِ اِلٰى حَيَاةِ الْاَصْلِ وَ هِيَ الْحَيَاةُ الْحَقِيْقِيَّةُ وَاِذَا كَانَ الْقَتِيْلُ بِسَيْفِ الشَّرِيْعَةِ حَيًّا مَّرْزُوْقًا فَكَيْفَ مَنْ قُتِلَ بِسَيْفِ الصِّدْقِ وَالْحَقِيْقَةِ

(تفسیر روح البیان، ج ۲، ص ۱۲۵)

جو اپنے نفس کے ساتھ زندہ ہے وہ روح کے نکل جانے سے مردہ ہوجاتا ہے اور جو اپنے رب کے ساتھ زندہ ہے وہ نہیں مرتا بلکہ وہ حیات طبعی سے حیات اصلی و حقیقی کی طرف انتقال کرتا ہے۔ جب شریعت کی تلوار سے قتل ہونے والا زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے تو جو صدق وحقیقت کی تلوار سے قتل ہوتا ہے وہ کتنی اعلیٰ زندگی کے ساتھ زندہ ہوگا۔

دانائے رموز حقیقت مولانائے روم علیہ رحمۃ القیوم فرماتے ہیں ؎

ہر کہ اندر وجہ ما باشدفنا کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ نبود جزا

جوکوئی ہماری ذات میں فنا ہوجائے اس کو کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ کی کلیت کے تحت ہلاکت کی سزا نہیں بھگتنی پڑتی۔

زانکہ در الّاست او از لا گزشت ہر کہ در الاست او فانی نگشت

کیونکہ وہ الّا وجہ کے ساتھ مستثنیٰ ہے وہ لا یعنی ہالک سے گزر گیا جو کوئی الّا میں ہے وہ باقی باللہ فانی فی اللہ ہوگیا۔ (مثنوی شریف)

الحمدللہ ہم اہلسنت كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ اور اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ پر ایمان رکھتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی روح اقدس کے قبض ہونے کے قائل ہیں مگر آپ کی حیات کے منکر نہیں اس لیے کہ حیات کے معنی ہیں صِفَةٌ مُّصَحِّحَةٌ لِّلْعِلْمِ وَالْقُدْرَةِ

وَالْاِرَادَۃِ (شرح عقائد) ایسی صفت جو علم وقدرت سمع و بصر اور ارادہ کو صحیح قرار دے۔ یعنی جس کی وجہ سے علم وقدرت وغیرہ کا ہونا صحیح قرار پائے اس صفت کا نام حیات ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ صفت قبض روح کی وجہ سے زائل نہیں ہوئی کیونکہ روح کا بدن میں ہونا سبب حیات ہے اور اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ جو چیز سبب کے ساتھ ہوتی ہے وہ بغیر سبب کے کردے اور اس بات پر بھی قادر ہے کہ سبب ہو اور چیز یعنی مسبّب نہ ہونے دے۔ دیکھیے بچہ کے معرض وجود میں آنے کا سبب مرد وعورت ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم وحوا اور عیسیٰ علیہم السلام کو بغیر اس سبب کے پیدا فرمایا اور ہزاروں مرد وعورت موجود ہیں مگر اولاد نہیں ہوتی یعنی سبب ہے مگر مسبب نہیں تو ثابت ہوا کہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ روح جو حیات کا سبب ہے وہ نہ ہو اور حیات ہو اور اس پر بھی قادر ہے کہ روح ہو اور حیات نہ ہو۔ چنانچہ کفار کے جسموں میں روحیں ہیں اور حیات نہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کو مردے، گونگے، بہرے اور اندھے وغیرہ فرمایا اور انبیاء واولیاء کے جسموں سے روحیں قبض ہوئیں مگر حیات ہے اس لیے قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں ان کو زندہ فرمایا گیا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے نیز ستون حنانہ کا رونا اور پتھروں کا کلمہ پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے تو جو خدا لکڑی اور پتھر کے اندر بغیر روح کے حیات پیدا کرنے کی قوت رکھتا ہے کیا وہ انبیاء واولیاء کے اندر نہیں کرسکتا؟

اور اگر بدن کے اندر روح کا ہونا ہی حیات مانا جائے تو پھر ''حی'' وہ ہوگا جس کے بدن میں روح ہوگی تو پھر خدا تعالیٰ کی حیات ہرگز نہیں ثابت ہو سکے گی کیونکہ خدا تعالیٰ بدن سے پاک ہے۔

یاد رکھیے! ایک ہے موت عادی اور ایک ہے موت حقیقی۔ اسی طرح ایک ہے حیات عادی اور ایک ہے حیات حقیقی۔ بدن سے روح قبض ہونا موت عادی ہے موت حقیقی نہیں۔ موت حقیقی عدم الحیات ہے اور بدن کے اندر روح کا ہونا حیات عادی ہے، حیات حقیقی نہیں۔ حیات حقیقی بدن میں اس صفت کا ہونا ہے جو علم وقدرت اور سمع وبصر کا سبب ہو۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر بعد وفات بھی علم و قدرت، سمع و بصر اور ارادہ ہے تو آپ حیات ہوئے اور یہ حیات ایک آن کے لیے بھی زائل نہیں ہوئی اور آپ مردہ نہیں ہوئے اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا کیونکہ آپ ساری کائنات کی اصل ہیں اگر آپ معاذ اللہ مردہ ہو جائیں تو یہ جہان زندہ کیسے رہ سکتا ہے۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ جڑ سوکھ جائے اور درخت ہرا بھرا رہے؟ ہرگز نہیں! اسی طرح یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ جانِ جہان مردہ ہو جائیں اور جہان زندہ رہے، بلکہ جس طرح درخت کی سرسبزی و شادابی جڑ کی بدولت ہے اسی طرح ساری کائنات کا وجود زندگی آپ کی بدولت ہے ۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(اعلیٰ حضرت)

مخالفین کے سردار جناب انور شاہ کشمیری صدر مدرس دیو بند فرماتے ہیں:

وَ نُقِلَ عَنْ مَّالِكٍ رَحِمَهُ اللهُ اِنَّ احْتَرَامَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهٖ اَيْضًا كَمَا كَانَ فِيْ حَيَاتِهٖ وَفِي الْبَيْهَقِيِّ عَنْ اَنَسٍ وَّ صَحَّحُهُ وَوَافَقَهُ الْحَافِظُ فِي الْمُجَلَّدِ السَّادِسِ اَنَّ الْاَنْبِيَآءَ اَحْيَآءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ مَعْنَاهُ اَنَّ اَرْوَاحَ الْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لَيْسَتْ بِمُعَطَّلَةٍ عَنِ الْعِبَادَاتِ الطَّيِّبَةِ وَالْاَفْعَالِ الْمُبَارَكَةِ بَلْ هُمْ مَشْغُوْلِيْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ اَيْضًا كَمَا كَانُوْا مَشْغُوْلِيْنَ حِيْنَ حَيَاتِهِمْ فِيْ صَلَاةٍ وَّ حَجٍّ وَّ كَذٰلِكَ حَالَ تَابِعِيْهِمْ

امام مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب و احترام آپ کی وفات کے بعد بھی ایسا ہی لازم ہے جیسا کہ آپ کی حیات میں تھا اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اس کی تصحیح بھی کی اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری کی جلد ششم میں اس کی موافقت کی ہے کہ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) بے شک تمام انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ معنیٰ اس حدیث کا یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی

عَلٰی قَدْرِ الْمَرَاتِبِ
(فیض الباری، ج ۲، ص ۶۴)

ارواح عبادات طیبہ اورافعال مبارکہ سے معطل نہیں ہوتیں بلکہ اپنی قبروں میں اسی طرح عبادات کرتی ہیں جس طرح ظاہری حیات میں نماز، روزہ، حج وغیرہ کرتی تھیں اوراسی طرح ان کے تابعین کا حال ہے۔ علی قدرالمراتب۔

دیوبند کے تمام بڑے بڑے علماء کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ:

فَهُوَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَیٌّ فِی قَبْرِهِ الشَّرِيفِ يَتَصَرَّفُ فِی الْكَوْنِ بِإِذْنِ اللهِ تَعَالٰی كَيْفَ شَاءَ (المہند، ص ۶۸)

وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبرشریف میں زندہ ہیں اور جہان میں جیسے چاہتے ہیں باذن اللہ تصرف فرماتے ہیں۔

جنات محمد قاسم نانوتوی مزعومہ بانی دارالعلوم دیوبند تو اس مسئلہ میں بہت زیادہ آگے ہیں وہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کی نفی کرتے ہیں اور آپ کی روح اقدس کے قبض ہونے کے قائل ہی نہیں ہیں۔ ان کے نزدیک آپ کی موت فقط آپ کا عام لوگوں کی نگاہوں سے مستور ہوجانا ہے۔ چنانچہ ان کا رسالہ ''آب حیات'' اسی مضمون سے لبریز ہے جس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

(ا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کی موت میں بھی مثل حیات فرق ہے ہاں فرق ذاتیت وعرضیت متصور نہیں وجہ اس فرق کی وہی تفاوت حیات ہے یعنی حیات نبوی بوجہ ذاتیت قابل زوال نہیں اور حیات مومنین بوجہ عرضیت قابل زوال ہے اس لیے وقت موت حیات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زائل نہ ہوگی، ہاں مستور ہوجائے گی اور حیات مومنین ساری یا آدھی زائل ہوجائے گی۔ سو درصورت تقابل عدم وملکہ اس استتار حیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو مثل آفتاب سمجھیے کہ وقت کسوف قمر بے اوٹ میں حسب مزعوم حکماء اس کا نور مستور ہوجاتا ہے زائل نہیں ہوتا یا مثل شمع،

چراغ خیال فرمائیے کہ جب اس کو ہنڈیا یا مٹکے میں رکھ کر اوپر سے سر پوش رکھ دیجئے تو اس کا نور بالبداہتہ مستور ہو جاتا ہے زائل نہیں ہو جاتا اور دربارہ زوال حیات مومنین کو مثل قمر خیال فرمائیے کہ وقت خسوف اس کا نور زائل ہو جاتا ہے فقط وہ صقالت وصفائی اصلی باقی رہ جاتی ہے یا مثل چراغ سمجھیے کہ گل ہو جانے کے بعد اس میں نور بالکل نہیں رہتا البتہ روغن یا فلیتہ یا کسی قدر تھوڑی دیر تک سر فلیتہ میں آتش باقی رہ جاتی ہے۔(آب حیات، ص ۱۶۰)

(۲) حیات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائمی ہے ممکن نہیں کہ آپ کی حیات زائل ہو جائے اور حیات مومنین عرضی ہے زائل ہو سکتی ہے۔(آب حیات، ص ۱۳۴)

(۳) ہاں علاقہ حیات انبیاء علیہم السلام منقطع نہیں ہوتا اس لیے ازواج نبوی اور نیز اموال نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدستور آپ کے نکاح اور آپ ہی کی ملک میں باقی ہیں اور اغیار کو اختیار نکاح ازواج اور ورثہ کو اختیار تقسیم اموال نہیں بالجملہ موت انبیاء اور موت عوام میں زمین وآسمان کا فرق ہے وہاں استتار حیات زیر پردہ موت ہے اور یہاں انقطاع حیات بوجہ عروض موت ہے۔(آب حیات، ص ۱۶۸)

(۴) اس صورت میں یہ فرق ہاتھ لگا کہ تعلق حیات و بدن نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قابل انفکاک نہیں پھر موت جسمانی حضرت حبیب ربانی جو کسی طرح قابل انکار نہیں بجز اس کے متصور ہی نہیں کہ حیات مذکور زیر پردہ موت مستور ہو جائے۔

(آب حیات، ص ۱۶۶)

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات دنیوی علی الاتصال اب تک برابر مستمر ہے اس میں انقطاع یا تبدل وتغیر جیسے حیات دنیوی کا حیات برزخی ہو جانا واقع نہیں ہوا۔

(آب حیات، ص ۲۷)

(۶) اس صورت میں صراحۃً اس حدیث سے نفی موت انبیاء نکلتی ہے۔

(آب حیات، ص ۳۵)